آج کا فتوی

موضوع: حضرت امیر معاویہ اور شہادتِ حضرت عمار بن یاسر

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ رافضیوں اور نیم رافضی ٹولے کے پاس سب سے بڑی جو دلیل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہے وہ بخاری شریف کی مشہور حدیث پاک ہے کہ حضور علیہ السلام جب ایک مرتبہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو ان کے سر کا غبار جھاڑتے ہوئے فرمایا: **"عمار رضی اللہ عنہ کی اس حالت پر افسوس ہے کہ ان کو باغیوں کا ایک گروہ قتل کرے گا۔ عمار تم انہیں جنت کی طرف بلاؤ گے اور وہ تمھیں جہنم کی طرف بلاتے ہونگے۔"**

(بخاری الصحیح، کتاب الجہاد والسیرہ ۳/۱۰۳، مسلم الصحیح، حدیث ۱۱۵)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گروہ میں سے تھے اور اس جنگ میں شہید ہوئے اس لیے یہ رافضی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گروہ کو باغی قرار دینے کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ نیز ایک شیعہ نے پچھلے دنوں ایک نوحہ پڑھا جس کے اشعار یہ تھے:

وہی تو قاتل عمار ابن یاسر تھا
میرے نبی کی نظر میں جو شخص باغی ہو
بتاؤ کس طرح اللہ اس سے راضی ہو
یہ فیصلہ ہوا اصحاب کے جو قاتل ہیں
وہ ظالمین عذاب خدا کے قابل ہیں

آپ اس حوالے سے رہنمائی ارشاد فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق وا لصواب

واقعی رافضی اور نیم رافضیوں کے پاس سب سے بڑی دلیل جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہے وہ یہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضور علیہ السلام کا فرمان ہے اس کے علاوہ یہ رافضی تاریخی موضوع روایات لے کر تبرا کرتے ہیں۔

ان اشعار میں رافضی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قاتل کہا اور ساتھ آخری شعر میں کثیر صحابہ کرام کو معاذ اللہ ظالم اور عذاب کا مستحق کہا ہے۔

سب سے پہلے تو یہ جانتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے یا کسی اور نے چنانچہ مجمع الزوائد کی روایت ہے:

”عن حنظلة بن خويلد العنبري قال: بينا أنا عند معاوية إذ جاءه رجلان يختصمان في رأس عمار يقول كل واحد منهما: أنا قتلته. فقال عبد الله بن عمرو: ليطب به أحد كما نفسا لصاحبه فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: تقتله الفئة الباغية۔۔رواه أحمد ورجاله ثقات“

ترجمہ: حنظلہ بن خُویلد العنبری فرماتے ہیں کہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا جب دو شخص حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر لے کر آئے، دو شخص آپس میں جھگڑنے لگے، ایک کہتا: میں نے اسے قتل کیا ہے اور دوسرا کہتا: میں نے قتل کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپس میں جھگڑا مت کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ”حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی گروہ شہید کرے گا۔ اسے امام احمد نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 490، دار الفکر، بیروت)

اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید نہیں کیا بلکہ کوئی اجنبی لوگ تھے جنہوں نے شہید کیا۔

حدیث میں جس باغی گروہ کی بات کی گئی ہے وہ حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ تعالی عنہ) کے لشکر میں موجود خارجی گروہ کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت عمار بن یاسر (رضی اللہ تعالی عنہ) کو قتل کیا اس سے حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ تعالی عنہ) بالکل مراد نہیں اور نہ ان کا نام موجود ہے۔ خارجی عناصر حضرت علی اور حضرت معاویہ دونوں کے لشکر میں شامل تھے اور واقعہ تحکیم کے بعد دونوں جماعتوں کے خلاف ہو گئے تھے۔ انہی عناصر میں سے کسی نے حضرت عمار کا قتل کیا تھا۔

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”پھر یہ بات بھی یہاں ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ مصری باغیوں کا گروہ جنہوں نے حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کرکے ان کو شہید کر دیا تھا یہ لوگ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں شامل ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑ رہے تھے تو ممکن ہے کہ گھمسان کی جنگ میں انہی باغیوں کے ہاتھ سے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے ہوں۔ اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بالکل صحیح ہو گا کہ ”افسوس اے عمار! تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا“ اور اس قتل کی ذمہ داری سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پاک رہے گا۔“

(سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صفحہ 764، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حدیث عمار میں یہ الفاظ بھی وارد ہوے ہیں کہ باغی جماعت جہنم کی طرف بلانے والی ہو گی۔ یہی صفت خوارج کی بیان کی گئی ہے۔ بخاری کے الفاظ ہیں: ”دعاة على أبواب جهنم من أجابهم إليها قذفوه فيها“ ترجمہ: جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے، جو شخص ان کی دعوت قبول کرے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ (صحیح البخاری، جلد 9، صفحہ 51، دار طوق النجاۃ، مصر)

شرح مسلم میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (544ھ) اس فرمان کی شرح میں لکھتے ہیں: "من كان من الأمراء والسلاطين يدعو إلى بدعة أو ضلالة، كأصحاب المحنة والقرامطة والخوارج" ترجمہ: جو حکمران و بادشاہ میں سے بدعت و گمراہ کی طرف بلاتا ہو جیسے اصحاب مُحنہ، قرامطہ اور خوارج۔ (اکمال المعلم بفوائد مسلم، جلد 6، صفحہ 257، دار الوفاء، مصر)

اگر باغی گروہ سے مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت بھی لی جائے تو اس سے مراد وہ بغاوت نہیں جو گناہ و گمراہی ہے کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت کو باغی نہیں بلکہ اپنے بھائی فرمایا ہے۔

بہار شریعت میں ہے: "عرفِ شرع میں بغاوت مطلقاً مقابلہ امامِ برحق کو کہتے ہیں، عناداً ہو، خواہ اجتہاداً، ان حضرات پر بوجہ رجوع اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا، گروہِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حسبِ اصطلاحِ شرع اِطلاق فئہ باغیہ آیا ہے، مگر اب کہ باغی بمعنی مُفسِد و مُعانِد و سرکش ہو گیا اور دُشنام سمجھا جاتا ہے، اب کسی صحابی پر اس کا اِطلاق جائز نہیں۔" (بہار شریعت، حصہ 1، صفحہ 260، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

شیعوں کے معروف و معتبر عالم عبد اللہ بن جعفر الحِمیری اپنی معتبر کتاب "قُرب الإسناد" میں بسندِ صحیح روایت کرتا ہے: "جعفر، عن أبيه: أن عليا عليه السلام كان يقول لأهل حربه إنا لم نقاتلهم على التكفير لهم، ولم نقاتلهم على التكفير لنا، ولكنا رأينا أنا على حق، ورأوا أنهم على حق" ترجمہ: امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مدِ مقابل (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی لشکر) کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے ان سے لڑائی اس لئے نہیں کی کہ وہ ہمیں یا ہم ان کو کافر سمجھتے تھے لیکن ہوا یوں کہ انہوں نے اپنے آپ کو اور ہم نے اپنے آپ کو حق پر سمجھا۔

(قرب الاسناد، الحميري القمي، صفحہ 93)

دوسری روایت میں ہے: "جعفر، عن أبيه: أن عليا لم يكن ينسب أحدا من أهل حربه إلى الشرك ولا إلى النفاق، ولكنه كان يقول: هم إخواننا بغوا علينا" ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مد مقابل (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں) میں سے کسی کو مشرک یا منافق کی نسبت یاد نہیں کرتے تھے لیکن یوں کہتے تھے وہ ہمارے بھائی تھے، ہمارے خلاف ہو گئے۔ (قرب الاسناد، الحميري القمي، صفحہ 94)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

"عن زياد بن الحارث، قال: كنت إلى جنب عمار بن ياسر بصفين وركبتي تمس ركبته فقال رجل: كفر أهل الشام فقال عمار: لا تقولوا ذلك نبينا ونبيهم واحد وقبلتنا وقبلتهم واحدة؛ ولكنهم قوم مفتونون جاروا عن الحق فحق علينا أن نقاتلهم حتى يرجعوا إليه"

ترجمہ: زیاد بن حارث نے فرمایا کہ میں جنگ صفین کے موقع پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب تھا اور میں گھٹنہ ان کے گھٹنے کو چھو رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا: اہل شام نے کفر کیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کہو، ان کا اور ہمارا نبی ایک ہے، ان کا اور ہمارا قبلہ ایک ہے، لیکن وہ آزمائش میں مبتلا ہوئے اور حق سے جدا اور ہم پر ہے کہ ہم ان سے لڑیں جب تک وہ واپس نہیں آتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ، 547، مکتبۃ الرشد، الریاض)

اس کے برعکس خارجیوں کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ کے کلمات بہت سخت تھے چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث پاک ہے:

''عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ، وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالُوا: لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ، قَالَ عَلِيٌّ: كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَ نَاسًا، إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هَؤُلَاءِ، يَقُولُونَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هَذَا، مِنْهُمْ، وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ''

ترجمہ: عبید اللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ خارجیوں کے خروج کے وقت وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے، خوارج نے کہا اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کلمہ تو حق ہے لیکن اس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ لوگوں کا حال بیان کیا تھا میں ان لوگوں کی نشانیاں پہچان رہا ہوں یہ زبان سے تو حق کہتے ہیں مگر وہ اس سے تجاوز نہیں کرتا اور حلق کی طرف اشارہ فرمایا۔ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ مبغوض اللہ کے ہاں یہی ہیں۔

(صحیح مسلم، جلد2، صفحہ 749، حدیث 1066، دار إحياء التراث العربي، بیروت)

ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ کی بغاوت خارجیوں کی طرح گمراہ کن نہ تھی، لہذا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بخاری کی حدیث کو لے کر حضرت امیر معاویہ کو معاذ اللہ باغی و گمراہ ثابت کرنا ناجائز و حرام اور رافضیت ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد محض اپنی خلافت قائم کرنا نہ تھا بلکہ وہ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سے افضل اور خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے تاریخ الاسلام میں امام ذہبی (748ھ) لکھتے ہیں:

''قال أبو مسلم الخولاني وجماعة لمعاوية: أنت تنازع عليا هل أنت مثله فقال: لا والله إني لأعلم أن عليا أفضل مني وأحق بالأمر، ولكن ألستم تعلمون أن عثمان قتل مظلوما، وأنا ابن عمه، وإنما أطلب بدمه، فأتوا عليا فقولوا له: فليدفع إلي قتلة عثمان وأسلم له، فأتوا عليا فكلموه بذلك، فلم يدفعهم إليه''

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی اور ایک جماعت نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاکر پوچھا: آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کے بارے میں تنازع کیوں کرتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن تم نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں ان کا چچازاد بھائی ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں۔ تم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ وہ قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔ ابو مسلم اور دیگر افراد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور یہ بات کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاتلین کو ان کے سپرد نہ کیا۔

(تاريخ الإسلام، جلد3، صفحہ 540، دار الكتاب العربي، بیروت)

اس سے پتہ چلا کہ حضرت امیر معاویہ کا مطالبہ صرف قتل عثمان کا قصاص لینا تھا اور یہی بات مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوب میں بھی موجود ہے: ''وكان بدء أمرنا أنا التقينا والقوم من أهل الشام. والظاهر أن ربنا واحد ونبينا واحد، ودعوتنا في الاسلام واحدة. لا نستزيدهم في الإيمان بالله والتصديق برسوله صلى الله عليه وآله ولا يستزيدوننا. الأمر واحد إلا ما اختلفنا فيه من دم

عثمان" ترجمہ: ہمارے معاملے کی ابتدا یہ ہے کہ ہم شام کے لشکر کے ساتھ ایک میدان میں جمع ہوئے جب بظاہر دونوں کا خدا ایک تھا رسول ایک تھا پیغام ایک تھا نہ ہم اپنے ایمان و تصدیق میں اضافہ کے طلبگار تھے نہ وہ اپنے ایمان کو بڑھانا چاہتے تھے معاملہ بالکل ایک تھا صرف اختلاف خون عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں تھا۔ (نہج البلاغۃ، مکتوب 58، صفحہ 448)

دوسری بات یہ کہ فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ الفاظ کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائیں گے۔ یہ ایسے الفاظ ہیں کہ جن سے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ والے گروہ کی بھی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والے گروہ کے ایمان اور مسلمان ہونے کی خود زبان نبوت نے تصدیق فرمادی اور صلح اور بیعت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر کے امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کی تائید مزید فرمادی۔ جبکہ خوارج باغیہ جماعت کے خلاف کثیر احادیث میں ان کی مذمت بیان ہوئی ہے بلکہ ان کو جہنم کے کتے بھی فرمایا ہے۔

دو مسلمانوں گروہ اور صلح کی حدیث شیعہ کتاب کشف الغمۃ میں بھی موجود ہے: "روی عن أبي بكرة قال بينما رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخطب إذ صعد إليه الحسن فضمه إليه وقال إن ابني هذا سيد وان الله عله أن يصلح به بين فئتين من المسلمين عظمتين" ترجمہ: ابی بکرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ ارشاد فرمانے کے دوران یکایک امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر چڑھ گئے تو آپ نے انہیں سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ (کشف الغمۃ، جلد 2، صفحہ 320)

اگر بالفرض حدیث عمار کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغی ٹھہرے تو پھر امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر کوئی بدباطن یہ اعتراض کر سکتا ہے امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خوارج کے ساتھ تو جہاد کیا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت نہ کی اور عظیم ہستیوں کی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا، لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ صرف بیعت کی بلکہ انہیں مسلمانوں کا امیر بھی بنادیا کیا امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک باغی جہنمی کی بیعت کر سکتے ہیں اور انہیں سلطنت دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

باقی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گروہ کے ہاتھوں شہید ہونا ایسا ہی ہے جیسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گروہ کے ہاتھوں دو صحابہ کرام حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما شہید ہوئے تھے۔

المستدرک میں ہے: "عن زر بن حبيش، قال: كنت جالسا عند علي فأتي برأس الزبير ومعه قاتله، فقال علي: للآذن بشر قاتل ابن صفية بالنار، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لكل نبي حواري، وإن حواري الزبير" ترجمہ: زر بن حبیش سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے پاس بیٹھا تھا، تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر لایا گیا، اور ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل تھا، پس حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے دربان سے فرمایا: صفیہ کے بیٹے کے قاتل کو جہنم کی خبر سنادو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 414، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

روافض کے ہاں معتبر ترین کتاب "نہج البلاغۃ" کی شرح میں عبد الحمید بن ہبۃ اللہ المعروف ابن ابی الحدید (المتوفی:656ھ/1258ء) لکھتا ہے:

"قال له و أنت قتلته قال نعم قال و الله ما كان ابن صفية جبانا و لا لئيما و لكن الحين و مصارع السوء ثم قال ناولني سيفه فناوله فهزه و قال سيف طالما جلى به الكرب عن وجه رسول الله فقال ابن جرموز الجائزة يا أمير المؤمنين فقال أما إني سمعت رسول الله يقول بشر قاتل ابن صفية بالنار فخرج ابن جرموز خائبا"

ترجمہ: حضرت علی (کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم) نے اس سے کہا: اور تم نے زبیر کو قتل کیا، اس نے کہا: ہاں، حضرت علی (کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم) نے کہا: خدا کی قسم ابن صفیہ (حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہ تو بزدل تھے اور نہ ہی گھٹیا (مطعون)، بلکہ مصیبت اور تکلیف کی سختیاں آن پڑیں۔ پھر آپ نے کہا: اس کی تلوار مجھے دو، اس نے تلوار آپ حوالے کر دی تو آپ نے اسے زور سے ہلایا، اور فرمایا: یہ وہ تلوار ہے جس کے ذریعے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے سے ہمیشہ غم کو دور کرتا تھا۔ جرموز نے کہا: "انعام، اے امیر المؤمنین!" آپ نے ارشاد فرمایا: "(انعام کیا مانگتا ہے) بلکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ابن صفیہ کے قاتل کو آگ کی خوش خبری دو۔" یہ سن کر ابن جرموز مایوس ناکام و نامراد ہو کر چلا گیا۔

(شرح نہج البلاغۃ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 235-236، مطبوعہ: مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی المرعشي النجفي)

واللہ اعلم عزوجل و **رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــہ

ابو احمد مفتی محمد انس رضا قادری

20 رجب المرجب 1445ھ/01 فروری 2024ء

———◈☆◈———

منجانب

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی (آن لائن)

❄❄❄❄❄❄❄❄❄❄❄

فقہی مسائل گروپ کا ٹیلی گرام لنک:

https://t.me/+AGoKKXb_9G9hODI0

عرض: ہمارے فیس بک فقہی گروپ میں الحمدللہ ہزاروں سوالات کے جوابات موجود ہیں، آپ کوئی بھی سوال کرنے سے پہلے سرچ کرلیں، ہوسکتا ہے اس کا جواب پہلے سے موجود ہو اور آپ کو سوال سینڈ کرکے جواب کا انتظار کرنا نہ پڑے۔ فقہی گروپ لنک:

https://www.facebook.com/groups/201330401879980